مولانا محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری میں سیرت کے پہلو

Aspects of Seerah in the poetry of Maulana Muhammad Akram Awan (R.A)

ڈاکٹر مبشر حسن
ای ایس ٹی، سکول ڈیپارٹمنٹ، پنجاب

Abstract
Maulana Muhammad Akram Awan (d:2017) was the Sheikh of the Silsila Naqshbandiah Owaisiah and a versatile personality. He served in various fields of life as a farmer, teacher, businessman, poet, educationist, physician, tourist, commentator, thinker, hadith commentator, commentator, writer, humorist, journalist, and politician. Research work is ongoing on every aspect of his personality.
He also tried to reform mankind through poetry. As a poet, he wrote in both Urdu and traditional Punjabi. He authored seven poetry collections in Urdu: "Gard-e-Safar," "Nishan-e-Manzil," "Mata'-e-Faqeer," "Aas in theJazeera," "Deeda-e-Tar," "Kaun Si Aisi Baat Hui Hai," and "Soch Samundar." His only Punjabi poetry collection is titled "Dil Darwaza".
In his poetry, he used the pen names Faqeer, Seemab Owaisi, and sometimes Ameer. The main themes of his poetry are Divine love, love for the Prophet Muhammad ,ﷺ , serving humanity, political reform and humor.
His poetry beautifully expresses the meanings of the Holy Qur'an, the sayings of the Prophet ﷺ (Hadith), and the Seerah of the Holy Prophetﷺ . Like the great poets of the past, he skillfully used allusions and classical literary terms in his work.
This article presents a research discussion on the salient aspects of Seerat-e-Tayyaba in his poetry.
Key words: Ameer, Tasawwuf, naqshbnadiah owaisiah, Seerah, Poetry, Gard-e Safar, Nishan-e manzil, Mata-e-Faqeer, Aas Jazeera, Deeda tar, Kaun si aisi baat hui hay, soch samundar, Dil Darwaza.

محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ، 31 دسمبر 1934ء کو ضلع چکوال کے علاقہ ونہار کے ایک قصبہ ڈھوک ٹلیالہ میں پیدا ہوئے۔[1] آپ کے والد کا نام ملک فیروز خان ہے۔[2] حسب نسب کے لحاظ سے آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی غیر

[1] بشریٰ اعجاز، رہ نوردِ شوق (لاہور: سارنگ پبلیکیشنز، س ن)، ص40۔
Bushra Ejaz, Rah-navard-e-Shauq (Lahore: Sarang Publications, n.d.), p. 40.
[2] ایضاً/ ibid.

فاطمی اولاد میں قبیلہ اعوان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا خاندان علمی و روحانی ذوق اور فوجی خدمات کے حوالہ سے معروف ہے۔ ابتدائی تعلیم نور پور سیٹھی اور میٹرک ہائی سکول بوچھال کلاں سے کیا۔ بعد ازاں گورنمنٹ کالج چکوال میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد لالہ موسیٰ سے تدریسی تربیت مکمل کرکے شعبہ تعلیم سے منسلک ہوئے۔[3]

1958ء میں سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے شیخ حضرت مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ[4] سے وابستہ ہوئے، جن کی صحبت سے زندگی کو ایک نئی جہت نصیب ہوئی۔ سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد 1984ء میں مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد شیخِ سلسلہ مقرر ہوئے۔ آپ نے تصوف کو قرآن و سنت کی بنیادوں پر عام کرنے کی کوشش کی۔

آپ کی ہمہ جہت شخصیت میں ایک کسان، معلم، تاجر، مذہبی راہنما، صوفی شیخ، مفسر، مفکر، مترجم قرآن، مصنف و شارح کتب، داعی، سیاست دان، سماجی و فلاحی شخصیت، سیاح اور صحافی کے تمام پہلو نظر آتے ہیں۔ تصوف و تزکیہ نفس کے لیے سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی ترویج کے ساتھ ساتھ قدیم و جدید علوم کا حسین امتزاج، صقارہ نظامِ تعلیم (1987ء)، سماجی و فلاحی خدمات کے لیے الفلاح فاؤنڈیشن (1988ء)، سیاسی اصلاح کے لیے تنظیم الاخوان (1993ء)، تنظیم الاخوات اور خدمت قرآن کے لیے دارالحفاظ (2013ء) جیسی ذیلی تنظیمات اور ادارے قائم کیے۔

علمی خدمات میں تین تفاسیر اسرار التنزیل (اردو تفسیر، چھے جلدیں)، اکرم التفاسیر (اردو بیانیہ تفسیر، اکتیس جلدیں)، رب دیاں گلاں (پنجابی تفسیر، زیر طبع) اکرم التراجم (ترجمہ قرآن)، شرح مشکوٰۃ شریف (بیانیہ، زیر طبع)، شرح دلائل

[3] ایضاً، ص54۔

ibid., p. 54.

[4] آپ کی پیدائش 1904ء میں اپنے آبائی گاؤں چکڑالہ ضلع میانوالی میں ہوئی آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم چک 10 بی ضلع سرگودھا میں حاصل کی اور دورہ حدیث مدرسہ امینیہ دہلی میں زیر سرپرستی مفتی کفایت اللہ مرحوم مکمل کیا۔ یونانی طب سے فارغ ہو کر درس و تدریس شروع فرمایا۔ 1936ء میں آپ نے تصوف کے میدان میں قدم رکھا اور 24 برس کی مسلسل کاوشوں سے اس میں کمال حاصل کیا۔ 1962ء میں آپ نے سالکین کی تربیت بطریق نسبت اویسیہ شروع فرمائی۔ آپ کے تربیت یافتہ آج دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں۔

He was born in 1904 in his ancestral village Chakrala, District Mianwali. He received his early education in Chak 10-B, District Sargodha, and completed the Dora-e-Hadith at Madrasa Aminia, Delhi, under the supervision of the late Mufti Kifayatullah. After graduating in Unani Medicine, he began teaching. In 1936, he entered the field of Tasawwuf and achieved excellence through 24 years of continuous effort. In 1962, he began training seekers (Salikeen) through the Owaisia method. Those trained by him are present in every corner of the world today.

السلوک، شرح مسائل السلوک، رموزِ دل، کنوزِ دل، ارشاد السالکین، کنز الطالبین، غبارِ راہ (سفر نامے)، تعلیمات و برکاتِ نبوت ﷺ، محافلِ شیخ، خطباتِ امیر، نقوشِ حق، اردو اور پنجابی شاعری کے آٹھ مجموعہ جات اور بیسیوں تصانیف شامل ہیں۔ طب کے میدان میں کئی ادویات کے موجد ہیں۔ جن میں پین گو، کف گو، اور کئی ہربل ادویات شامل ہیں۔

درج بالا بیان کردہ تصنیفات و ادویات مرکز سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان منارہ کی لائبریری میں موجود ہیں۔ تصنیفات کی طباعت کے لیے سلسلہ کا باقاعدہ ادراہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان منارہ ضلع چکوال کام کر رہا ہے۔

مولانا محمد اکرم اعوانؒ، محبتِ الٰہی، عشق رسالت ﷺ، عملی تصوف اور خدمتِ خلق کا مجسم پیکر تھے۔ اپنی پر خلوص اور پر استقلال شخصیت کی بدولت، ہزاروں افراد کی زندگیوں میں انقلاب برپا کرتے ہوئے 83 برس کی عمر میں، 7 دسمبر 2017ء بمطابق 19 ربیع الاول 1439ھ، اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔[5]

آپ کی نمازِ جنازہ، شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ، آپ کے صاحب زادے امیر عبد القدیر اعوان نے پڑھائی۔ آپ کا مزار، سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے مرکز دارالعرفان منارہ ضلع چکوال میں ہے۔

مولانا محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے صوفی شاعر اور مفکر تھے جن کی شاعری فنی جھلک کے ساتھ ساتھ فکر و وجدان کا اظہار بھی کرتی ہے۔ آپ کی شاعری بہ تک وقت عشق الٰہی، محبتِ رسول ﷺ، درد ملت، اور روحانی و سیاسی بیداری کے موضوعات سے بحث کرتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"میں شاعر نہیں، البتہ اپنے احساسات و کیفیات دوسروں تک پہنچانے کے لیے شعر کہتا ہوں، شاید کسی دل میں ایمان و عشقِ رسول ﷺ کی شمع روشن ہو جائے"۔[6]

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں اپنا درد پیش کرنے کے کے لیے شاعری کو ذریعہ بنایا۔ سات اردو اور ایک پنجابی مجموعہ ہائے کلام آپ کے روحانی اور فکری سفر کی عکاسی کرتے ہیں۔

---

[5] ماہنامہ المرشد، منارہ، چکوال، دارالعرفان، جلد 40، شمارہ 11، جولائی 2019، ص 10
Monthly Al-Murshid, Munara, Chakwal, Dar-ul-Irfan, Vol. 40, Issue 11, July 2019, p. 10.

[6] اعوان، امیر محمد اکرم، نشان منزل، راولپنڈی، زاویہ پبلیکشنز، 1994ء، ص 7-8
Awan, Amir Muhammad Akram, Nishan-e-Manzil, Rawalpindi, Zawiya Publishers, 1994, pp. 7–8.

ا۔ گردِ سفر (1993ء)

اردو زبان میں یہ آپ کا پہلا شعری مجموعہ ہے، جس میں فقیر اور سیماب اویسی، تخلص کے طور پر استعمال کیے ہیں۔ اس شعری مجموعہ میں، عشقِ رسول ﷺ اور کیفیات وواردات تصوف کی خوشبو قاری کے دل و دماغ کو معطر کرتی محسوس ہوتی ہیں۔ اس کتاب کے نقادوں نے اسے اردو شاعری کی جھیل میں ایک لہریں پیدا کرنے والا پتھر قرار دیا ہے۔[7]

۲۔ نشانِ منزل (1994ء)

اس مجموعہ کلام میں مولاناؒ نے حمد، نعت، غزل اور نظم کے ذریعے عشقِ رسول ﷺ کو مرکزی موضوع کے طور پر پیش کیا ہے۔ سید ضمیر جعفری نے اس شعری مجموعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اسے ،اہلِ دل کی درد بھری متاع قرار دیا ہے، جو دردِ ملت اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے آراستہ ہے۔[8]

۳۔ متاعِ فقیر (1994ء)

اس مجموعہ کلام میں آپؒ نے صوفیانہ جذب و شوق کا بھرپور اظہار کیا ہے۔ مشہور ادیب، کرنل محمد خان کے مطابق اس مجموعہ کلام میں جابجا محبت، معرفت اور وجدانی کیفیات نظر آتی ہیں۔[9]

کلام میں سہولت و شستگی کے ساتھ معنی کی گہرائی اور روحانی و وجدانی حرارت بھی نظر آتی ہے۔

۴۔ آس جزیرہ (1995ء)

---

[7] سیماب اویسی، فقیر، گردِ سفر، لاہور، طاہر جمال کمپنی، 1993، ص ز۔
Seemab Owaisi, Faqir, Gard-e-Safar, Lahore, Tahir Jamal Company, 1993, p. Ze (Roman Urdu Preface page).

[8] امیر محمد اکرم اعوان، نشانِ منزل (راولپنڈی: زاویہ پبلیکیشنز، 1994ء)، ص 10۔
Amir Muhammad Akram Awan, Nishan-e-Manzil (Rawalpindi: Zawiya Publications, 1994), p. 10.

[9] امیر محمد اکرم اعوان، متاعِ فقیر (راولپنڈی: زاویہ پبلیکیشنز، 1994ء)، ص 3۔
Amir Muhammad Akram Awan, Mata-e-Faqir (Rawalpindi: Zawiya Publications, 1994), p. 3.

نورِ جاوداں، دشتِ ہجراں اور قرینۂ محبت اس مجموعہ کلام کے اہم عنوانات ہیں۔ جن میں عشق و تصوف کی جھلک قاری کی طبیعت کو معطر کرتی ہیں۔ ڈاکٹر اجمل نیازی کے مطابق "مولانا کی شاعری جذبات کی نہیں، ایک الہامی پیغام ہے۔"[10] اس کلام میں روحانیت اور محبتِ مصطفیٰ ﷺ جھلکتی نظر آتی ہے۔

۵۔ دیدۂ تر (1997ء)

مولانا محمد اکرم اعوانؒ کا یہ شعری مجموعہ، جذبات، عرفان اور روحانی شعور کا حسین امتزاج ہے۔ ڈاکٹر اجمل نیازی اس مجموعہ کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "یہ کلام تخلیقی نہیں، روحانی واردات و کیفیات کا پرتو ہے"[11]

نعت، غزل، اور نظم، تینوں اصناف میں آپؒ نے دردِ دل انتہائی پر درد انداز میں پیش کیا ہے۔

۶۔ کون سی ایسی بات ہوئی ہے (1999ء)

یہ مجموعہ کلام نئی نسل کے نام ایک روحانی پیغام ہے۔ منیر نیازی کے مطابق "مولانا محمد اکرم اعوانؒ جیسے لوگوں کی موجودگی میں مروجہ افکار سے بلند تر ایک نئی بصیرت پیدا ہوتی ہے۔"[12]

یہ مجموعہ کلام جدید اردو صوفیانہ شاعری کا ابتدائیہ ہے۔

۷۔ سوچ سمندر (1999ء)

یہ مولانا محمد اکرم اعوانؒ کا آخری اردو مجموعہ کلام ہے، جس کے اہم موضوعات میں تصوف، خودی، حب وطن اور روحانی بیداری شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر شعر شوقِ عمل، یقینِ محکم اور امت کی اصلاح کا ایک خوب صورت پیغام ہے۔

۸۔ دل دروازہ (پنجابی مجموعہ)

---

[10] امیر محمد اکرم اعوان، آس جزیرہ (لاہور: اویسیہ کتب خانہ، 2016ء)، ص 17۔

Amir Muhammad Akram Awan, Aas Jazeerah (Lahore: Owaisia Kutub Khana, 2016), p. 17.

[11] امیر محمد اکرم اعوان، دیدہ تر (منارہ، چکوال: ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، دارالعرفان، 2016ء)، ص 9۔

Amir Muhammad Akram Awan, Deeda-e-Tar (Munara, Chakwal: Idara Naqshbandia Owaisia, Dar-ul-Irfan, 2016), p. 9.

[12] اعوان، امیر محمد اکرم، کون سی ایسی بات ہوئی ہے، منارہ، چکوال، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، دارالعرفان، 2016ء ص ۱۵

Awan, Amir Muhammad Akram, Kaun Si Aisi Baat Hui Hai, Munara, Chakwal, Idara Naqshbandia Owaisia, Dar-ul-Irfan, 2016, p. 15.

یہ آپؒ کا واحد پنجابی کلام ہے جس میں عشقِ حقیقی، دردِ دل، اور معرفت ذات کی خوش بو پنہاں ہے۔ مثال کے طور پر ایک شعر میں لکھتے ہیں

عشقِ حسن دی کھیڈ بنا کے، خوب بازار لگایا　　آپے دیوے درد دلاں نوں، آپے کرے دواواں[13]

یہ کلام پنجابی شاعری میں تصوف کی جدید روایت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

مولانا محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری میں نور علم و عشق، وسعت عقل، لطافت وجدان اور رفعت ایمانی کی کیفیات وواردات کا غلبہ نظر آتا ہے۔ آپ کے پیش کیے گئے اشعار دلوں میں ایمان کی شمع، عشقِ رسول ﷺ کی خوشبو بکھیرنے کے ساتھ ساتھ انسان کو اپنی اصل پہچان یاد دلاتے ہیں۔

مولانا محمد اکرم اعوانؒ کے کلام میں سیرت کے پہلو

آپؒ کے مجموعہ کلام میں سیرت کے کثیر پہلو نظر آتے ہیں۔

بارگاہ رسالت میں محبت و عشق کا پیغام:

ذرا سنتی جا اے بادِ صبا　　جب ارضِ حرم سے گزرے تو
وہاں عرض میری پہنچا دینا　　جہاں رحمتِ عالم رہتے ہیں
ہوگا وہاں گنبدِ خضرا بھی　　دیکھے گی نور کا دریا بھی
ذرا نظروں کو سمجھا لینا　　وہاں رحمتِ عالم رہتے ہیں[14]

---

[13] امیر محمد اکرم اعوان، دل دروازہ، منارہ، چکوال، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، دارالعرفان، 2016ء، ص10۔
Amir Muhammad Akram Awan, Dil Darwaza, Munara, Chakwal, Idara Naqshbandia Owaisia, Dar-ul-Irfan, 2016, p. 10.

[14] فقیر سیماب اویسی، گردِ سفر، ص19۔
Faqir Seemab Owaisi, Gard-e-Safar, p. 19.

مولاناؒ کے یہ اشعار عشق و عقیدت کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں ہیں۔ آپؒ بادِ صبا کے ذریعہ عشق کا خوب صورت پیغام اور درود و سلام نبی کریم ﷺ کے درِ اقدس پر پہنچاتے ہیں۔ یہ اشعار حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام محبت بھیجنے کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں۔

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ جلیل القدر بدری صحابہ کرام میں سے ہیں۔ قریش مکہ نے گرفتاری کے بعد مکہ مکرمہ میں شہید کر دیا۔ شہادت کے وقت انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام پیش کیا اور حضور اکرم ﷺ نے وہ سلام ، مدینہ منورہ میں سماعت فرمایا اور جواب بھی عنایت فرمایا۔

شہادت سے پہلے جب مشرکین مکہ نے کہا کہ اب تو تمہاری خواہش ہو گی کہ تمہاری جگہ (معاذاللہ) محمد ﷺ ہوتے۔

حضرت خبیبؓ نے فرمایا:

"میں یہ نہیں چاہتا کہ محمد ﷺ کی ذات کو کانٹا بھی چبھے اور میں اپنے اہل و عیال میں بیٹھا رہوں۔"[15]

مولاناؒ نے اس کلام میں جہاں سیرت طیبہ ﷺ کا ایک مشہور پہلو پیش کیا ہے وہاں بارگاہ رسالت ﷺ سے اپنی بھرپور محبت اور عشق کو بھی پیش کیا ہے۔

مزید رقمطراز ہیں

نام محمد روشن روشن نور کا ایک مینارہ ہے — ذات اپنی کے مظہر کو اس ذات نے خوب سنوارا ہے
ہے مخلوق، نہیں شک اس میں لیکن وہ یکتا بھی ہے — دو عالم میں سب سے بڑھ کر اپنے رب کو پیارا ہے[16]

مولاناؒ نے اپنے کلام میں حسین الفاظ، تشبیہ و استعارہ اور توازن و صوتی حسن کے ساتھ ساتھ بیان کی بلاغت کا اس طرح امتزاج پیش کیا ہے کہ محبت و عقیدت کے ساتھ ساتھ ایک سحر انگیز نغمگی بھی جھلکتی نظر آتی ہے۔

[15] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (دار طوق النجاۃ، الطبعۃ الأولی) کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع، حدیث نمبر 3045، ج 3، ص 67
Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ* (Dār Ṭawq al-Najāh, al-ṭab'ah al-ūlā), Kitāb al-Maghāzī, Bāb Ghazwat al-Rajī', Ḥadīth no. 3045, jild 3, ṣafḥah 67.

[16] فقیر سیماب اویسی، گردِ سفر، ص 22۔
Faqir Seemab Owaisi, Gard-e-Safar, p. 22.

شعر کا دوسرا مصرع آقائے نامدار ﷺ کی ذات عالی صفات کے کمال خلق اور خُلق کی عکاسی کرتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾[17] بے شک آپ اخلاقِ حسنہ کے بلند ترین مقام پر ہیں۔

دوسرے شعر کے پہلے مصرعے میں بشریت اور الوہی کمالات کے امتزاج میں یکتائی کا ایک حسین توازن پیش کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں رب کائنات اپنے حبیب ﷺ کا تعارف کراتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ﴾[18] فرما دیجئیے کہ بے شک میں تمہاری طرح کا بشر (آدمی) ہوں (البتہ) میرے پاس وحی آتی ہے

اپنی شاعری میں قرآن مجید، حدیث نبوی ﷺ کے مفاہیم اور سیرت رسول ﷺ کے واقعات کی بھرپور ترجمانی کی ہے۔ماضی کے عظیم شعراء کی طرح آپ نے تلمیحات واصطلاحات کا بھی استعمال کیا ہے۔مثال کے طور پر ہجرت کے واقعات کے لیے تلمیحات کا استعمال کرتے ہوئے اپنی تصنیف ''نشان منزل'' میں لکھتے ہیں۔

یہ ذرے ، چٹانیں ، یہ دُشوار راہیں بظاہر سیہ پوش ، کجلائے پتھر
دو عالم میں ان کی ضیا اللہ اللہ انہی پتھروں میں ہے وہ غار دیکھو
رکا تھا جہاں قافلہ اللہ اللہ نبی کی سواری تھا صدیق اکبر
انہی دو کا تھا تیسرا اللہ اللہ معنا کا نغمہ سنا تھا جنہوں نے
یہ راہیں ہیں ان پر فدا اللہ اللہ[19]

---

[17] القلم:4۔/ Al-Qalam: 4.

[18] الکہف:110۔/ Al-Kahf: 110.

[19] امیر محمد اکرم اعوان، نشانِ منزل، ص39۔
Amir Muhammad Akram Awan, Nishan-e-Manzil, p. 39.

ان اشعار میں مولانا محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ نے ہجرت مدینہ کے عظیم واقعے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کفار نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو معاذ اللہ شہید کرنے کا منصوبہ ترتیب دیا۔ اللہ کریم نے اپنے حبیب ﷺ کو ہجرت کا حکم فرمایا۔ اس عظیم سفر میں رسول مکرم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار ثور میں تین دن قیام فرمایا۔[20] پہلے شعر کے دونوں مصرعے سفر ہجرت کی سختیاں، پتھریلے اور کٹھن راستوں کے پہلوؤں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ جہاں سے غلبہ اسلام کی ابتدا ہوئی۔

قرآن مجید کی سورۃ توبہ میں میں رب جلیل اس واقعے کی نشاندہی فرماتے ہیں:

﴿إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾[21]

ترجمہ: جب کافروں نے ان کو جلاوطن کر دیا تھا جب دو میں ایک آپ (ﷺ) تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے دوست (ساتھی) سے فرماتے تھے کہ (میرا) غم نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہیں۔

غار ثور میں دشمن کا انتہائی قریب ہونا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فکر و غم اور اس دوران وحی الٰہی کا نزول ﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾[22] غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

شاعر نے اس واقعے کی اشعار میں ترجمانی کرتے ہوئے توکل علی اللہ کا کمال پہلو پیش کیا ہے۔ اور یقیناً یہ ایمان باللہ کا نور ہی تھا جو اندھیرے غار میں چمک رہا تھا جس نے مستقبل میں دو عالم کو روشن کیا اور الحمد للہ آج بھی کر رہا ہے۔

---

[20] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح للإمام البخاری (، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ الأولی، 1422ھ) کتاب مناقب الأنصار، باب ہجرت النبی ﷺ وأصحابہ إلی المدینہ، حدیث نمبر 3905، ج5، ص58

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā‘īl, *al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ li'l-Imām al-Bukhārī* (Dār Ṭawq al-Najāh, al-ṭab‘ah al-ūlā, 1422H), Kitāb Manāqib al-Anṣār, Bāb Hijrat al-Nabī ﷺ wa Aṣḥābihī ilā al-Madīnah, Ḥadīth no. 3905, jild 5, ṣafḥah 58.

[21] التوبہ:40۔/ Al-Tawbah: 40.

[22] ایضاً۔/ ibid.

اشعار میں ''نبی کی سواری تھا صدیق اکبر'' کے الفاظ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رفاقت اور قربت کو مختصر انداز میں سمو دیا ہے۔ یہ الفاظ ''صاحب الغار'' اور ثانی اثنین'' کے قرآنی سیرتی الفاظ کی خوب صورت ترجمانی کرتے ہیں۔ اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ﴾[23] جب کافروں نے ان کو جلاوطن کر دیا تھا جب دو میں ایک آپ (ﷺ) تھے۔

''انہی دو کا تیسرا اللہ اللہ'' اور ''معنا کا نغمہ'' اس کڑے وقت کی انتہائی خوب صورت عکاسی کے ساتھ ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ کی عظمت کی بھی ترجمانی کرتے ہیں۔ الغرض مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار سیرت کے جن پہلوؤں کی عکاسی کرتے ہیں ان میں توکل علی اللہ، رفاقت پیمبر ﷺ، ایمان و قربانی، صبر و استقامت شامل ہیں۔ مجموعہ کلام 'دیدہ تر' میں عشق و محبت کی کیفیات کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

آؤ اس رحمتِ عالم کی کوئی بات کریں — آج ہم عشقِ نبی میں یہ بسر رات کریں
مل کے بیٹھے ہیں کریں آج نچھاور دل کو — آؤ اس در پہ کبھی خود سے ملاقات کریں
باتیں اس گل کی کریں، ذکرِ رُخِ یار کریں — جس کی تعریف نباتات، جمادات کریں
اپنے محبوب کی الفت کا تقاضا یہ ہے — بزمِ دنیا میں بیاں اس کی حکایات کریں
ہے گھٹن اور بڑا سخت اندھیرا — پھر سے روشنی پھیلے، بیاں اس کی روایات کریں
دلِ سیماب میں دیکھو تو چمک ہے اس کی — کیوں زمانے پر نہ ہم اس کی ہی برسات کریں[24]

مولانا محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی سہل الفاظ میں محبتِ رسول ﷺ کا اظہار فرمایا ہے۔

---

[23] ۔التوبہ:40۔/ Al-Tawbah: 40.

[24] امیر محمد اکرم اعوان، دیدہ تر، ص9۔

Amir Muhammad Akram Awan, Deeda-e-Tar, p. 9.

حسین تلمیحات کے استعمال سے ان اشعار میں رسول اللہ ﷺ کے جمال اطہر اور رحمت مجسم پہلوؤں کو بیان کیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ قاری کو اس انداز سے دعوت دی ہے کہ اشعار کا مطالعہ جذبات عشق و عمل سے لبریز کرتا محسوس ہوتا ہے۔ان اشعار میں سیرت کے نمایاں پہلوؤں میں ذکر رسول ﷺ، محبت رسول ﷺ، دعوت اسلام اور نور نبوت شامل ہیں۔"ذکر رخ یار" جہاں حسن رسالت ﷺ کے بیان پر ابھارتا ہے وہاں درود شریف کے قرآنی حکم کی بھی ترجمانی کرتا ہے۔

قرآنِ مجید میں درود شریف کے بارے رب کریم ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾[25] بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں پیغمبر پر۔اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجا کرو۔

"گٹھن اور بڑا سخت اندھیرا" روحانی و عملی انحطاط کی عکاسی کرتا ہے۔

اپنے محبوب کی الفت کا تقاضا یہ ہے	بزمِ دنیا میں بیاں اس کی حکایات کریں

یہ شعر جہاں، حدیثِ مبارکہ

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))[26] "تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اُسے اُس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔" کی ترجمانی کرتا ہے وہاں "بلغو عنی ولو آیۃ"[27] کا تقاضا بھی کرتا ہے۔اسی طرح تلمیح "بیان روایات" سے بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

[25] الاحزاب:56/ Al-Ahzab: 56.

[26] بخاری، الجامع الصحیح للإمام البخاری، کتاب الإیمان، باب حب الرسول ﷺ من الإیمان، حدیث نمبر 15، ج1، ص12

Bukhārī, *al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ li’l-Imām al-Bukhārī*, Kitāb al-Īmān, Bāb Ḥubb al-Rasūl ﷺ min al-Īmān, Ḥadīth no. 15, vol 1,p 12.

[27] بخاری، الجامع الصحیح للإمام البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، حدیث نمبر 3461، ج4، ص170

Bukhārī, *al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ li’l-Imām al-Bukhārī*, Kitāb Aḥādīth al-Anbiyā’, Bāb Mā Dhukira ‘an Banī Isrā’īl, Ḥadīth no. 3461, vol4, p 170.

آخری شعر، سیرت کے پہلو محبت رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی عکاسی کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کرتا ہے۔ ایمان کی بنیاد ہی نور نبوت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہے۔

کتاب ''آس جزیرہ'' میں بعثت آقائے نامدار صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی برکات کو اشعار میں ڈھالتے ہوئے لکھتے ہیں:

آپؐ نے انسان کو پہچان دی — اس کی اپنی ذات، اپنی جان کی
سب کچھ وہ تھا، تابندہ نہ تھا — کھاتا پیتا تھا مگر زندہ نہ تھا
تھیں کھلی آنکھیں، مگر بینا نہ تھا — حال سے اپنے ہی جب بیگانہ تھا
کون رب؟ کیسا خدا؟ کیسا الہ؟ — ان حقائق کو نہیں تھا جانتا
تھا وہ قاتل، اور جفا جو، کینہ ور — بند تھا اخلاص کا، اُلفت کا در[28]

اس کلام میں مولاناؒ نے سیرت کے جن پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے ان میں معرفت ذات، ظلم و جہل سے نجات، روحانی بیداری، معرفت باری، اخلاق نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور انقلاب نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شامل ہیں۔ یہ سب کمالات بعثت رحمت عالم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی عنایات ہیں۔

اللہ کریم قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝﴾[29] ''جس نے خود کو پاک رکھا یقیناً کامیاب ہوا۔ اور جس نے اپنا آپ خاک میں ملایا یقینا نقصان میں رہا''

[28] امیر محمد اکرم اعوان، آس جزیرہ، ص27–28۔
Amir Muhammad Akram Awan, Aas Jazeerah, pp. 27–28.

[29] الشمس: 9–10۔/ Al-Shams: 9–10.

آقائے نامدار ﷺ کی بعثت عالی سے قبل اپنی ذات اور اپنے مالک سے نا آشنا تھا۔ جہالت و ظلمت کی عمیق گہرائیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا تزکیہ فرمایا۔ اسے معرفت نصیب ہوئی۔ جس کی بدولت حقیقی زندگی پا گیا۔ اردو مجموعہ کلام متاعِ فقیر میں اپنی محبت اور عاجزی کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں۔

تیرا حسن روشن ہے دونوں جہاں میں — تیری نعت کیسے ؟ کہاں سے کہوں میں ؟
ملیں عظمتیں ساری تیرے قدم سے — تیرا ابن آدم پہ احسان لکھوں میں
حکومت، خلافت ،ریاست ،شرافت — یہ حسن تصرف ہے تیرا کہوں میں[30]

ان اشعار میں حسن بیان ایسا کہ تشبیہ اور مبالغہ کا حسین امتزاج، تعبیر کا حسن، لفظی ہم آہنگی کے ساتھ ساتھ شخصیت کی کمال عاجزی کا اظہار نظر آتا ہے۔ اس کلام میں رسالت آقائے نامدار ﷺ کی جامعیت، سراپا حسن، احسانات اور سیاسی و اخلاقی کمالات کے پہلوؤں کا بیان ہے۔

جامعیت رسالت ﷺ کو رب کائنات نے اپنے کلام میں اس طرح ارشاد فرمایا

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ﴾[31] "ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے بھیجا۔"

"تیرا حسن روشن ہے دونوں جہاں میں" کے مصرع میں شاعر نے رسول اللہ ﷺ کے ظاہری اور باطنی حسن کو بیان کیا ہے۔ حدیثِ مبارک میں ہے:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا، وَأَحْسَنَهُمْ خُلُقًا))[32] ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سب لوگوں سے زیادہ حسین تھا اور (باقی تمام اعضاء کی) ساخت میں سب سے زیادہ حسین تھے

[30] امیر محمد اکرم اعوان، متاعِ فقیر، ص14۔
Amir Muhammad Akram Awan, Mata-e-Faqir, p. 14.

[31] السبا:28۔/ Al-Saba: 28.

[32] بخاری، الجامع الصحیح للامام البخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی ﷺ، حدیث نمبر 3549، ج4، ص188۔

"تیرا ابنِ آدم پہ احسان لکھوں میں" میں شاعر نے انسانیت پر رسول اللہ ﷺ کے احسانات کو بیان کیا ہے۔اسی طرح"حکومت، خلافت، ریاست، شرافت"میں رسول اللہ ﷺ کی کامل و اکمل شخصیت میں پنہاں عظیم اصولوں کو پیش کیا گیا ہے۔

قرآن مجید نے اسی پہلو کی منظر کشی کرتے ہوئے فرمایا

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[33] یقیناً تم لوگوں کے لئے اللہ کے پیغمبر (کی ذات) میں ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔

یاد مصطفی ﷺ کی برکات:

مولانا کا ہر شعر اور مصرعہ عشقِ رسول ﷺ کی خوشبو سے معطر اور سیرت کے جامع پہلوؤں کا عکاس ہے۔"گردسفر"میں لکھتے ہیں۔

بھرا ہے زمانے کا پھولوں سے دامن
ہر ایک پھول تیری کرن کا امیں ہے
تیری یاد نے موت کو مات دے دی
تیری یاد کتنی حیات آفریں ہے
نہیں قول ایمان اپنا ہے سیماب
حسیں دوسرا تجھ سا کوئی نہیں ہے
بھرا ہے زمانے کا پھولوں سے دامن[34]

Bukhārī, *al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ li’l-Imām al-Bukhārī*, Kitāb al-Manāqib, Bāb Ṣifat al-Nabī ﷺ, Ḥadīth no. 3549, jild 4, ṣafḥah 188

[33] الاحزاب:21۔/Al-Ahzab: 21.

[34] فقیر سیماب اویسی، گردِ سفر، ص15۔

Faqir Seemab Owaisi, Gard-e-Safar, p. 15.

ان اشعار میں بھی مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے بعثت رحمت عالم ﷺ کی برکات کو بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے تمام عالم میں برکات کا ایسا ظہور ہوا جیسے ہر پہلو میں پھول کھلے ہوں اور ہر پھول سے خوشبو کے جھونکے پھوٹ رہے ہوں۔ بالخصوص آپ ﷺ کی صحبت اقدس اور آپ ﷺ کے فیوضات وبرکات سے ایسی عظیم شخصیات اس جہان کو نصیب ہوئیں جن کے کردار سے اتباع پیمبر ﷺ کی مہک آتی ہے۔

دوسرے شعر میں اتباع نبوت ﷺ کا کمال بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور یاد نے ایسی زندگی عطا فرمادی جس نے موت کو مات دے دی۔ اس شعر میں شہادت کی عظمت بیان کرتے ہیں۔ اور سیرت طیبہ میں ایسی ہزاروں مثالیں ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اتباع آقائے نامدار ﷺ میں جان دینے والوں کے وجود صدیوں بعد بھی تروتازہ رہے اور قرآن مجید بھی تو اسی کی گواہی دیتا ہے

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾[35] اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ان کو تم مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے پاس ان کو رزق دیا جاتا ہے۔

سیرت طیبہ ﷺ میں سے ایک واقعہ بطور مثال پیش کرتے ہیں جب ایک صحابی رضی اللہ عنہ شہادت کے وقت فرماتے ہیں کہ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

((ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: لَمَّا طُعِنَ حَرَامُ بْنُ مِلْحَانَ، وَكَانَ خَالَهُ، يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ، قَالَ بِالدَّمِ هَكَذَا، فَنَضَحَهُ عَلَى وَجْهِهِ وَرَأْسِهِ، ثُمَّ قَالَ: فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ))[36]

---

[35] ۔ آلِ عمران:169/ Aal-e-Imran: 169.

[36] بخاری، الجامع الصحیح للإمام البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع ورعل وذکوان وبئر معونہ، حدیث نمبر 4092، ج5، ص106

Bukhārī, *al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ li'l-Imām al-Bukhārī*, Kitāb al-Maghāzī, Bāb Ghazwat al-Rajī‘ wa Ri‘l wa Dhakwān wa Bi'r Ma‘ūnah, Ḥadīth no. 4092, jild 5,p 106

ترجمہ: ثمامہ بن عبد اللہ بن انس نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ جب حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو ان کے ماموں تھے بئر معونہ کے موقع پر زخمی کیا گیا تو زخم پر سے خون کو ہاتھ میں لے کر انہوں نے اپنے چہرہ اور سر پر لگالیا اور کہا کعبہ کے رب کی قسم! میری مراد حاصل ہو گئی۔

بند کے آخری شعر میں شاعر نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے تعلق کو انتہائی اعلیٰ انداز میں پیش کیا ہے کہ یہ صرف بات نہیں بلکہ میرا ایمان ہے کہ آپ ﷺ کا ظاہری اور باطنی حسن بے مثل و مثال ہے۔

مولانا محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کے شاعرانہ کلام میں معرفت توحید، عشق رسالت ﷺ، تصوف، سماجی اصلاح اور خدمت خلق اہم ترین موضوعات نظر آتے ہیں۔